اوٹی کی سَیر

اِدارہ

پہلی بات

گھر کے یکساں ماحول سے جب آدمی اُکتا جاتا ہے تو اُس کے دِل میں گھومنے پھرنے اور نئے مقامات دیکھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

یہ تصویر دیکھیے۔ یقیناً اس تصویر کو دیکھ کر آپ کے دل میں کشمیر جیسے مقام کی سیر کی خواہش پیدا ہوگئی ہوگی۔ کشمیر بھارت کے شمال میں انتہائی سرد اور خوب صورت مقام ہے۔ بھارت کے جنوب میں نیل گری پہاڑی سلسلے کی ایک بلند چوٹی پر اوٹی بھی کشمیر کی طرح ایک صحت افزا مقام ہے۔ وہاں کے پہاڑ اگرچہ کشمیر کے پہاڑوں کی طرح برف سے ڈھکے ہوئے نہیں مگر بلندی کی وجہ سے اوٹی بہت سرد مقام بن گیا ہے۔ یہاں کے قدرتی مناظر نہایت خوب صورت ہیں۔ آیئے اب ہم اس سبق میں اوٹی کی سیر کرتے ہیں۔

ریاست تمل ناڈو میں اوٹی ایک صحت افزا مقام ہے۔ نیل گری پہاڑ پر بسا ہوا یہ شہر سیاحوں کی جنت کہلاتا ہے۔ کرناٹک کی راجدھانی بنگلورو سے اوٹی تین سو کلومیٹر دور ہے۔ بنگلورو سے ہم پہلے میسور پہنچے۔ یہاں چڑیا گھر اور راجا کا محل دیکھنے کے لائق ہے۔ راستے ہی میں ہم نے ٹیپو سلطان شہید کے شہر سری رنگا پٹن کو دیکھا۔ وہاں اب قلعے کی ویرانی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ہاں، ٹیپو سلطان کی مسجد اور ان کا بنایا ہوا مندر آج بھی ماضی کی قومی یکجہتی اور سلطان کی رواداری کا اعلان کر رہے ہیں۔ ہم نے ان کے مقبرے کی بھی زیارت کی جہاں ٹیپو سلطان کے ساتھ ان کی والدہ اور والد حیدرعلی کی قبریں ہیں۔ دنیا کا مشہور ورِنداون گارڈن یہاں سے قریب ہے جہاں موسیقی پر رقص کرنے والے پانی کے فواروں کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

اب اگلے پڑاو پر اوٹی پہنچنے کے لیے ہماری ٹیکسی تیار تھی۔ راستے کے دونوں طرف دور دور تک پھیلے ہوئے جنگلوں سے گاڑی گزر رہی تھی۔ اللہ تیری قدرت! جدھر دیکھو، زمین سبز لباس زیب تن کیے ہوئے سحر انگیز سماں پیش کر رہی تھی۔ ابھی ہم بیس کلومیٹر کا بھی راستہ طے نہ کر پائے تھے کہ جنگلوں میں گھرا ہوا بنڈی پور آ گیا۔ یہ جنگلی جانوروں کا مامن ہے۔ یہاں ہر طرف خرگوش پُھدکتے اور ہرن چوکڑیاں بھرتے نظر آتے ہیں۔ پرندے بھی یہاں کئی اقسام کے پائے جاتے ہیں۔ دیکھنے والا سوچتا رہ جاتا ہے کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں۔

پہاڑ پر چڑھتے ہوئے ٹیکسی کی رفتار کم ہوئی تو ہم نے سامنے کے شیشے سے باہر دیکھا۔ راستہ لہراتے بل کھاتے سانپ کی طرح دِکھائی دے رہا تھا۔ یہ پُر پیچ راستہ نیل گری پہاڑ کی انتہائی چوٹی پر بسے مقام اوٹی پہنچنے کے لیے تعمیر کیا گیا ہے۔ اس راستے پر دوسری جانب سے آنے والی سواری کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے گویا وہ ہماری ٹیکسی سے آگے نکل کر اوٹی جا رہی ہو۔ چکّردار راستہ ہمارے دل میں خوف پیدا کر رہا تھا مگر باہر کے دلکش نظارے اِس خوف کو زائل بھی کر رہے تھے۔

اوٹی سے قریب قریب ایک جگہ ہموار راستہ آیا تو ایک پُل کے پاس ڈرائیور نے ناشتے کے لیے گاڑی روک دی۔ اس پل کے نیچے سے بہنے والی ندی پہاڑی چٹانوں سے پھسلتی ہوئی آبشار بن کر آہستہ آہستہ نیچے گرتی نظر آتی ہے۔ اس آبشار کے پانی میں گھن گرج اور شور نہیں تھا مگر چٹانوں سے پانی کا پھسلنا آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا رہا تھا۔

دن کے ڈھائی تین بجے ہم اوٹی پہنچ گئے۔ ایک ہوٹل میں کمرہ کرائے پر لیا اور کھانے سے فارغ ہو کر لیٹ گئے۔ خنک ہوا سے آنکھ جو لگی تو بے خبر سو گئے۔ جب آنکھ کھلی، سؤرج غروب ہونے کے قریب تھا۔ جلدی جلدی تیار ہو کر ڈوبتے سورج کا منظر دیکھنے کے لیے ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے۔ سورج زمین کی گود میں چھپا جا رہا تھا۔ واپس لوٹے تو شام کا دھندلکا رات کے اندھیرے میں گم ہو رہا تھا مگر اوٹی کی سڑکیں اور چوراہے روشنی میں نہا رہے تھے۔

ٹھنڈے موسم کی وجہ سے ہم نے رات کا کھانا کمرے ہی میں منگوا لیا۔ کھانا کھانے کے بعد دیر رات تک گپ شپ کرتے رہے۔

صبح آنکھ کُھلی تو ہوٹل میں بڑی گہما گہمی کا عالم تھا۔ ہر شخص جلد سے جلد ہوٹل سے نکل کر سن رائز پوائنٹ پر پہنچنا چاہتا تھا۔ لوگوں کے ساتھ ہم بھی نکل پڑے۔ بچوں کا اشتیاق کچھ زیادہ ہی تھا۔ سردی میں ٹھٹھرتے ہوئے وہ ہمارے ساتھ طلوع ہوتے سؤرج کا منظر دیکھنے کے لیے آ گئے۔ شفق کی لالی دھیرے دھیرے زرد ہونے لگی اور زمین کی اوٹ سے نکلتے سورج نے اپنا چہرہ دِکھایا۔ پرندوں کی چہکار اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کی سرسراہٹ میں یہ منظر دل کو موہ لینے والا تھا۔ سورج نکلنے کا نظارہ کرنے کے بعد ہم اوٹی کا مشہور گورنمنٹ بوٹانیکل گارڈن دیکھنے کے لیے چل پڑے۔ باغ کے صدر دروازے ہی سے خوش نما سبزہ زار نظر آیا جہاں روش روش پر رنگینیاں بکھیرتی پھولوں کی قطاریں فضا کو معطّر کر رہی تھیں۔ ہر طرف پھول ہی پھول نظر آ رہے تھے۔ نہ جانے کیسے کیسے رنگوں کا حسن ان پھؤلوں میں بکھرا ہوا تھا۔ یہاں سبزہ زار پر چلنے پھرنے کی ممانعت ہے مگر موقع پاتے ہی ہمارے بچے کہیں کہیں ہریالی پر دوڑ لگا ہی لیتے تھے۔

اس گلشن کی سیر کے بعد ہم ٹیکسی کے ذریعے ’ڈوڈا بٹّا‘ پہنچے۔ یہ نیل گری کی سب سے اونچی چوٹی ہے۔ یہاں سے اوٹی اور اطراف کی بستیوں کے اونچے اونچے مکانات بچوں کے کھلونوں کی مانند دِکھائی دیتے ہیں۔

پہاڑ کی بلندی اور کھائی کی گہرائی کے خوف کو ہم نے وہاں کی مزے دار چائے پی کر دور کیا۔ ہری ہری پتّیوں سے بنائی ہوئی

یہ چائے ڈوڈابٹّا کا مشہوٗر مشرؤب ہے۔ چوٹی سے اُترتے وقت ایک جگہ ٹیکسی روک کر کچھ لوگوں نے اسی چائے سے ہماری ضیافت کی۔ سیاحوں کو مفت چائے پلا کر یہ لوگ بڑے خوش ہوتے ہیں۔

ہمارے بچے اب جھیل کی سیر کے لیے بے چین دِکھائی دے رہے تھے اس لیے ٹیکسی کا رُخ ہمیں جھیل کی طرف کرنا پڑا۔ پہاڑ کی بلندی پر یہ جھیل انسانی کاری گری کا عجیب نمونہ ہے۔ جھیل کی سیر کرنے کے لیے اسٹیمر، بادبانی کشتیاں اور چپّو سے چلنے والی کشتیاں وہاں بہ آسانی دستیاب ہیں۔ ہم نے ایک کشتی کرائے پر لی اور مزے لے لے کر جھیل کی سیر کرتے رہے۔

کشتی ہی میں بچوں نے پہاڑی ریل گاڑی میں بیٹھنے کا منصوٗبہ بنا لیا۔ جھیل کی سیر کے بعد ہم ریلوے اسٹیشن پہنچے اور ٹکٹیں خرید کر ریل گاڑی میں بیٹھ گئے۔ یہ ریل گاڑی دیگر ریل گاڑیوں سے مختلف ہے اور نہایت دھیمی رفتار سے پہاڑی کے نشیب و فراز میں اُترتی چڑھتی ہے۔ عام طور پر ریل گاڑی دو پٹریوں پر چلتی ہے مگر اس گاڑی کی تین پٹریاں ہیں۔ دو پٹریوں کے بیچ کی پٹری دندانے دار ہے اور ہر ڈبے کے نیچے اس پر چلنے والا پہیّہ بھی دندانے دار لگایا گیا ہے۔ جب یہ ڈھلان میں اُترتی ہے یا بلندی پر چڑھتی ہے تو پہیہ بیچ کی پٹری کے کھانچوں میں پھنس کر گاڑی کو پھسلنے سے روکتا ہے۔ یہ گاڑی جب پہاڑیوں میں چکّر کاٹتی ہے تو پہاڑی کے دامن میں پھیلے ہوئے قدرتی مناظر بڑے حسین دِکھائی دیتے ہیں۔ ڈبے میں بیٹھے بیٹھے ہمیں نیل گری پہاڑ میں آباد 'ٹوڈا' قوم کی جھونپڑیاں بھی نظر آئیں۔ ہندوستان کی قدیم ترین دراوڑ قوم میں ان لوگوں کا شمار ہوتا ہے۔ سائنس کی ترقّی کے زمانے میں بھی اُنھوں نے اپنی قبائلی طرزِ معاشرت کو نہیں چھوڑا۔ کاشت کاری اور گلّہ بانی کے پیشے میں مست یہ لوگ دنیا کی رنگینیوں سے بے پروا ہیں۔

اوٗٹی کی سیر تقریباً ختم ہوئی تو ہم واپسی کے سفر کی تیاری کرنے کے لیے ہوٹل لوٹ آئے۔ سیّاحوں کی طرح ہم نے بھی یہاں کے دُم دار سیب اور اوٗٹی کے مشہور نیل گری کے تیل کی چند شیشیاں خرید لیں۔ ڈیڑھ دو بجے واپسی کا سفر شروع ہوا۔ راستے میں بھارت کا مشہور فلمی صنعتی مرکز دیکھا۔ فلموں میں دِکھائے جانے والے اَن گنت مناظر یہاں کے میدانوں، جنگلوں اور پہاڑیوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ رات گیارہ بجے بنگلورو سے ہماری ٹرین تھی اس لیے بنگلورو پہنچ کر ہم نے اسٹیشن سے قریب کے بازار سے بچوں کے لیے کھلونے اور مٹھائیاں خریدیں اور ریلوے اسٹیشن پر آ گئے۔ ٹرین میں اپنا سامان سیٹوں کے نیچے رکھ کر ہم اطمینان سے بیٹھ گئے اور گاڑی چھوٗٹنے کا انتظار کرنے لگے۔

معنی و اشارات

رواداری	-	سب کے ساتھ یکساں سلوک
زیب تن کرنا	-	پہننا
سحر انگیز	-	جادو بھرا، جادو کا اثر پیدا کرنے والا
چوکڑیاں بھرنا	-	دوڑنا
پُر پیچ	-	پیچ دار، گھماؤ والا
خنک	-	سرد
دھندلکا	-	شام کا ہلکا اندھیرا
گہما گہمی	-	بھاگ دوڑ، جلدی جلدی کام کرنا
اشتیاق	-	شوق
معطر کرنا	-	خوشبو پھیلانا
مشروب	-	پینے کی چیز
نشیب و فراز	-	اُتار اور چڑھاؤ
دندانے دار	-	کھانچے والا
طرزِ معاشرت	-	زندگی گزارنے کا ڈھنگ

مشق

✍ ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ صحت افزا مقام اوٹی کو اور کیا کہتے ہیں؟

۲۔ ٹیپو سلطان کی بنائی ہوئی مسجد اور مندر کس بات کا اعلان کر رہے ہیں؟

۳۔ ورنداون گارڈن کس لیے مشہور ہے؟

۴۔ نیل گری پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی کون سی ہے؟

۵۔ ’ٹوڈا‘ قوم کا شمار کن لوگوں میں ہوتا ہے؟

ٹیپو سُلطان کا مقبرہ

✍ مختصر جواب لکھیے :

۱۔ سبق میں جنگلی جانوروں کے مامن کے بارے میں کیا باتیں بتائی گئی ہیں؟

۲۔ سبق میں آبشار کے منظر کو کس طرح بیان کیا گیا ہے؟

۳۔ اوٹی میں چلنے والی پہاڑی ریل کی پٹریاں تین کیوں ہیں؟

✍ نیچے دیے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے :

دل باغ باغ ہونا ، چوکڑیاں بھرنا ، آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانا ، آنکھ لگنا ، روشنی میں نہانا

✍ صحیح جوڑیاں لگائیے :

	مقام	شہرت کی وجہ
۱۔	بنگلورو	ٹیپو سلطان کا شہر
۲۔	میسور	راجا کا محل
۳۔	سری رنگا پٹن	کرناٹک کی راجدھانی
۴۔	بنڈی پور	نیل گری پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی
۵۔	اوٹی	بوٹانیکل گارڈن
۶۔	ڈوڈا بٹّا	جنگلی جانوروں کا مامن

✍ سبق میں بوٹانیکل گارڈن کی منظر کشی کن الفاظ میں کی گئی ہے؟

ذیل کا جملہ غور سے پڑھیے :

”کاشت کاری اور گلہ بانی کے پیشے میں مست یہ لوگ دنیا کی رنگینیوں سے بے پروا ہیں۔“

اس جملے میں کاشت کاری یعنی کھیتی کرنے اور گلہ بانی یعنی جانور کے ریوڑ کی نگہ بانی کرنے کا ذکر ہوا ہے۔ یہ ترکیبیں دو دو لفظوں سے مل کر بنی ہیں : کاشت + کاری ، گلہ + بانی۔

قوس میں دیے ہوئے لفظوں میں سے مناسب لفظ چن کر خانہ پُری کیجیے :

۱۔ .... + کاری (فن، فوج، سحر)	۴۔ .... + گیری (کشتی، ماہی، چرخہ)
۲۔ .... + گری (دوکان، جادو، شتر)	۵۔ .... + بانی (نظر، چشم، نگہ)
۳۔ .... + سازی (گھر، شجر، گھڑی)	۶۔ .... + زنی (ڈاکا، فریب، دھوکا)

سیر بین

کسی تاریخی مقام کی سیر کو جائیے۔

4AZ3UF

سرگرمی / منصوبہ :

اپنے استاد کی مدد سے ورنداون گارڈن کی مزید معلومات حاصل کیجیے اور اس کی تصویریں بھی حاصل کرنے کی کوشش کیجیے۔

اضافی معلومات

اضافت

ذیل کے جملے غور سے پڑھیے:

۱۔ یہ جنگلی جانوروں کا مامن ہے۔

۲۔ وہاں اب قلعے کی ویرانی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

۳۔ مکانات بچوں کے کھلونوں کی مانند دِکھائی دیتے ہیں۔

درج بالا جملوں میں جانوروں کا مامن / قلعے کی ویرانی / بچوں کے کھلونوں اِن فقروں میں دو اسموں کو جوڑا گیا ہے اور دونوں کو جوڑنے کے لیے حروف 'کا'، 'کی'، 'کے' استعمال کیے گئے ہیں۔ اس طرح کے لفظوں کے جوڑ کو 'اضافت' کہتے ہیں۔

دوسری مثالیں : مکان کا مالک / بچے کی کتاب / کھیل کے اُصول / باغ کا دروازہ / ان کی باتیں / پھولوں کے رنگ وغیرہ

اضافت میں حروف 'کا / کی / کے' 'حروفِ اضافت' کہلاتے ہیں۔ کا / کی / کے سے پہلے آنے والے الفاظ کو 'مضاف الیہ' کہتے ہیں اور ان کے بعد آنے والے الفاظ کو 'مضاف' کہا جاتا ہے۔ اس طرح مضاف الیہ، حروفِ اضافت اور مضاف کے ملنے سے بننے والا فقرہ 'اضافی ترکیب' کہلاتا ہے۔

- سبق 'اوٹی کی سیر' سے اضافی ترکیبوں کی پانچ مثالیں تلاش کیجیے۔ کیا اس سبق کا عنوان ایک اضافی ترکیب ہے؟

- مزید معلومات کے لیے ان ویب سائٹس کا استعمال کریں :

https://www.tourmyindia.com
http://www.mapsofindia.com